شیعیت اور قرآن

علی
شرف الدین
الموسوی
علی آبادی

Q72:3
N2

علی کانگریس پبلی کیشن لکھنؤ

شیعہ

اور قرآن

از
سید علی شرف الدین
موسوی
علی آبادی

پبلی کیشنز
علامہ نقی لیب
امامباڑہ طرہ زین العابدین خاں
کالے صاحب اسکول
مسجد وکٹوریہ مارگ
لکھنؤ 226003

زیرِ نظر کتاب دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

کی مطبوعہ "مکتبِ تشیّع اور قرآن" کا ہندوستانی ایڈیشن ہے جس کو خدمتِ دین کے جذبہ کے تحت، علی کانگریس پبلی کیشنز لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔

ہم جناب سید شرف الدین موسوی علی آبادی اور دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کو شائع کیا۔

ہندوستانی اڈیشن — ستمبر ۱۹۹۲ء

ناشر — علی کانگریس پبلی کیشنز

مطبوعہ — الواعظ صفدر پریس سبھاش مارگ لکھنؤ

قیمت — چھ روپئے (6/-)

فہرست

○ — مقدمہ ۷

□ تاریخ نزول قرآن ۹

○ — اوّل — ۹
○ — دوم — ۱۰
○ — پہلی رائے — ۱۰
○ — دوسری رائے — ۱۲
○ — تیسری رائے — ۱۲
○ — چوتھی رائے — ۱۳
○ — حکمت دو نزول — ۱۸

جمع قرآن ۲۴

(۱) — حفظ قرآن — ۲۵
(۲) — قرآنی آیات اور سورتوں کی ترتیب — ۲۵
○ — حیاتِ پیغمبر اکرمؐ ہی میں قرآن کے مرتب ہونے کے قرآنی دلائل — ۲۶
○ — حدیثِ رسول اکرمؐ کی روشنی میں قرآن کے پیغمبر ختمی مرتبتؐ کے زمانۂ حیات ہی میں مرتب شدہ ہونے کی دلیل — ۲۹
○ — جمع قرآن سے متعلق متضاد اور متصادم روایات — ۲۹
○ — زمانۂ حیات رسول ہی میں قرآن کے مرتب شدہ ہونے کے عقلی دلائل — ۳۱

تحریف قرآن ۳۳

○ — تحریف قرآن کی نفی میں قرآنی دلائل — ۳۵
○ — تحریفِ قرآن کی رد میں نقلی وعقلی دلائل — ۳۶
○ — علمار شیعہ اور تحریف قرآن — ۴۱
(۱) — شیخ صدوق علیہ الرحمۃ — ۴۲
(۲) — شیخ مفید علیہ الرحمۃ — ۴۳
(۳) — سید مرتضیٰ علم الہدیٰ — ۴۵

(۴) ـــــ شیخ طوسی ـــــ ۴۵

(۵) ـــــ شیخ طبرسی ـــــ ۴۶

(۶) ـــــ شیخ جعفر کاشف الغطاء ـــــ ۴۷

(۷) ـــــ سید قاضی نور اللہ شوستری ـــــ ۴۷

(۸) ـــــ شیخ بہائی ـــــ ۴۸

(۹) ـــــ مقدس بغدادی ـــــ ۴۸

(۱۰) ـــــ علامہ جلیل شہشہانی ـــــ ۴۹

(۱۱) ـــــ شیخ محمد جواد بلاغی ـــــ ۴۹

(۱۲) ـــــ شیخ محدث قاسانی ـــــ ۴۹

(۱۳) ـــــ آیت اللہ ابوالقاسم الخوئی ـــــ ۴۹

(۱۴) ـــــ سید عبد الحسین شرف الدین ـــــ ۵۰

(۱۵) ـــــ شیخ مظفر ـــــ ۵۱

(۱۶) ـــــ شیخ بزرگ آغا طہرانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ ۵۲

(۱۷) ـــــ فیض کاشانی ـــــ ۵۲

(۱۸) ـــــ آیت اللہ روح اللہ الموسوی الخمینی ـــــ ۵۳

فہم قرآن ۵۴

○ ـــــ آیا ہم قرآن کو سمجھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ۵۵

فلسفۂ احکام کے بارے میں

شہزادیٔ اسلام حضرت فاطمہ زہراؑ کے خطبے کا اقتباس

اللہ نے قرار دیا:

ایمان کو تاکہ وہ تمہارے دلوں کو شرک سے پاک کردے،

نماز کو تاکہ تمہارا کبر و نخوت کا خیال مٹ جائے،

زکات کو تاکہ تمہارا قلب صاف ہو اور تمہارا مال بڑھے،

روزے کو تاکہ تمہارے اخلاص میں پختگی آئے،

حج کعبہ کو تاکہ دین اسلام کو قوت اور شوکت ملے،

عدل کو تاکہ تمہارے دلوں کو آپس میں جوڑ دے،

امامت اہلبیتؑ کو تاکہ امت اختلاف و انتشار سے بچے،

جہاد کو تاکہ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی عزت قائم رہے،

امر بالمعروف کو تاکہ عوام الناس کی اصلاح ہوتی رہے،

صلۂ رحم کو تاکہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہے،

قصاص کو تاکہ لوگوں کی جان محفوظ رہے۔

مقدمہ

قائد ملت جعفریہ پاکستان حجۃ الاسلام والمسلمین سید عارف حسین حسینی کے مدبرانہ اور دوراندیشی پر مبنی فرمان پر لبیک کہتے ہوئے ملت جعفریہ پاکستان نے ملکی سطح پر ۲۲ تا ۲۸ رمضان المبارک "ہفتہ قرآن" کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ آیات قرآنی اور روایات واردہ فریقین کے مطابق انہی ایام میں قرآن کریم قلب مطہر حضرت محمدؐ پر نازل ہوا تاکہ پیغمبر اسلام ایک دید الٰہی کے تحت اس امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

حال حاضر میں ملک عزیز پاکستان میں چہار سو مختلف ازموں کے نعرے اور

الزام تراشی میں مصروف ہیں ۔ ایسی افسوس ناک اور گمبھیر صورتحال میں ہفتہ قرآن کے انعقاد اور اس ذریعہ سے صدائے قرآن کو بلند کرنے کی اہمیت کسی دردمند اور دلسوز مسلمان سے پوشیدہ نہیں ۔

قرآنِ عظیم جو معجزہ امام انبیاءؐ تھا جو بیان الناس اور شفاء امراض نفسانی اور فرقان حق و باطل بن کر آیا تھا آج ہمارے (مسلمانوں کے) درمیان مہجور ہے ۔

پیغمبر اسلام کی عدل الٰہی میں شکایت

" یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا "

(سورہ فرقان آیت ۳۰)

" اے میرے پروردگار میری قوم نے تو اس قرآن کو مہجور بنا دیا ۔ "

کے خوف سے اور اس ہفتہ قرآن کی مناسبت سے کہ جس کا مقصد قرآن کی اہمیت کو اجاگر کرنا اور امت کو احکام و فلسفۂ قرآن کی طرف متوجہ کرنا ہے ۔ اس مقدس مقصد کے پیش نظر مختلف پروگرام تشکیل دیئے گئے ہیں ۔ جن کے ذریعے اہل دنیا تک صدائے قرآن کو پہنچانا اور تمام باطل نظاموں کے مقابل اس آوازِ حق کو بلند تر کرنا ہے ۔

لہٰذا بعض دوستوں نے فرمائش کی کہ ایک ایسا کتابچہ تحریر کیا جائے جس میں قرآن کے بارے میں واضح و روشن عقیدہ جو مستدل دلائل اور آیات و روایات صحیحہ پر مبنی ہو اور جو سلفاً عن خلفٍ ہم تک پہنچا ہے ۔ اس کو عام فہم اور آسان زبان میں پیش کردوں ۔

لہٰذا بحکم دفاع از مذہب اہلبیتؑ بعض دوستوں کی خواہش اور تعاون کے ساتھ یہ مختصر سا کتابچہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں امید ہے یہ کاوش بارگاہ احدیت میں درجۂ قبولیت پائے گی ۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سید علی شرف الدین موسوی علی آبادی

تاریخ نزولِ قرآن

تاریخ نزول قرآن سے متعلق گفتگو دو حصوں پر مشتمل ہے:

اول

نزولِ قرآن کی ابتدا کب اور کس آیت سے ہوئی اور نزولِ قرآن کا اختتام کب اور کس آیت پر ہوا؟

اکثر علمار اسلام اہل تشیع اور اہل تسنن اس بات پر متفق ہیں کہ نزول قرآن کی ابتدا سورہ علق کی پہلی پانچ آیات سے ہوئی اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیات سورہ فتح کی تھیں۔

دوم

دوسری بات جو اس سلسلہ میں موردِ بحث ہے وہ یہ کہ پورا کا پورا قرآن ایک ہی مرتبہ میں پیغمبر اسلامؐ پر نازل ہوا یا نزولِ قرآن ۲۳ سال کی مدت میں آہستہ آہستہ بتدریج عمل میں آیا۔

اس بارے میں علمارِ اسلام و مفسرینِ قرآن مختلف آرار رکھتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان آرار کا مختصراً تذکرہ کریں گے اور ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں اپنا نظریہ بھی بیان کریں گے۔

پہلی رائے

بعض علما و مفسرین اس بات کے معتقد ہیں کہ قرآن ایک ہی وقت میں پورا کا پورا لیلۃ القدر میں نازل ہوا اپنے اس نظریے کے ثبوت میں وہ درج ذیل آیاتِ قرآن سے استدلال کرتے ہیں:

" اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝

(سورۃ قدر آیت ۱)

" ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا "

" حٰمٓ ۝ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۝ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۝

(سورہ دخان آیت ۱ تا ۳)

"حٰم ۔ واضح و روشن کتاب (قرآن) کی قسم ہم نے
اس کو مبارک رات (شب قدر) میں نازل کیا
بے شک ہم عذاب سے ڈرانے والے تھے۔"

"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ
الْقُرْاٰنُ ....."

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

"رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔"

یہ آیات قرآنی تین مطالب کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

(۱) —— عربی لغت میں لفظ "انزلنا" نزول دفعی کے لیے مستعمل ہے۔ یعنی کسی چیز کا دفعۃً نازل ہونا یا ایک بار میں نازل ہونا۔
مذکورہ آیات میں، قرآن کے نزول کے لیے "انزلنا" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس طرح یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن یکبارگی نازل ہوا۔

(۲) —— یہ آیات قرآن کے ماہِ مبارک رمضان میں نزول کی طرف اشارہ کرتی ہیں

(۳) —— یہ آیات اس بات کی طرف صراحتاً اشارہ کرتی ہیں کہ قرآن کریم رمضان المبارک کی ایک رات میں نازل ہوا جو لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے۔[۱]

---

[۱] لیلۃ القدر رمضان المبارک کی کون سی شب ہے اس بارے میں علماء اسلام کے درمیان اختلاف ہے۔

دوسری رائے

علمار اسلام کا ایک گروہ اس بات کا معتقد ہے کہ قرآن کریم بتدریج نازل ہوا اور ۲۳ سال کی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اپنے اس نظریے کے مبنی بر صداقت ہونے پر یہ گروہ درج ذیل آیت قرآن سے استدلال کرتا ہے۔

"وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ○

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۶)

"اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے نازل کیا ہے تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر اسے لوگوں کو سناؤ اور اسے ہم نے موقع موقع پر بتدریج اتارا ہے"

تیسری رائے

اس رائے کے حامی علمار اسلام نے مذکورہ بالا دونوں نظریات کو یکجا کرنے کی کوشش کی اور ان آیات قرآنی کی جو یہ بتاتی ہیں کہ قرآن کا نزول شب قدر میں ہوا یہ توجیہ کی کہ قرآن کے نزول کی ابتدار شب قدر میں ہوئی اور باقی سارے کا سارا قرآن تدریجاً ۲۳ سال کی مدت میں پیغمبر اسلام پر نازل ہوا۔

یہ نظریہ اس لیے قابل قبول نہیں کیونکہ اکثر علمار اسلام اس بات پر متفق

ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ ۲۷ رجب المرجب کو مبعوث بہ رسالت ہوئے۔ پہلی وحی ۲۷ رجب ہی کو سورۂ علق کی صورت میں پیغمبر اسلام پر نازل ہوئی۔

اس کے علاوہ قرآن مجید کے ماہ رمضان میں نزول پر جو آیت اشارہ کرتی ہے وہ پورے قرآن کے ماہ رمضان میں نزول پر اشارہ کرتی ہے نزول کی ابتدا پر نہیں۔

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ
الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ
مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ."

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

"رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا
جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی
واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے
والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی
ہیں۔"

چوتھی رائے

علمائے اسلام کے اس گروہ کے مطابق قرآن مجید لیلۃ القدر میں یکبارگی بیت المعمور پر جو کہ آسمان چہارم پر واقع ہے نازل ہوا اور پھر وہاں سے آیات کی صورت میں وقتاً فوقتاً رسول اکرمؐ پر نازل ہو کر ۲۳ سال کی مدت میں تکمیل کو پہنچا۔

یہ دلیل بھی چند جہات سے قابل قبول نہیں:

(۱) —— سوائے مذکورہ روایت کے کوئی محکم دلیل اس مدعا کی صداقت پر موجود نہیں۔

(۲) ——— اس طرح بیت المعمور پر قرآن کو نازل کرنے کا کوئی فلسفہ و حکمت نظر نہیں آتی۔

یہاں اگر بیت المعمور سے مراد قلب مطہر حضرت محمدؐ لیا جائے تو بات درست معلوم ہوتی ہے جیسا کہ شیخ صدوق اپنی کتاب "اعتقادیہ" میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ماہ رمضان کی شب قدر میں قرآن بیت المعمور میں نازل ہوا۔ پھر بیت المعمور سے بیس سال کی مدت میں نازل ہوا اور خداوند عالم نے اپنے نبیؐ کو قرآن کا مجمل علم عطا فرمایا تھا۔ پھر خدا نے جناب رسالتمآبؐ سے خطاب کیا (اے ہمارے رسولؐ) تم قرآن کے پڑھنے میں اس سے پہلے کہ وحی پوری ہو جائے جلدی نہ کیا کرو۔"

شیخ صدوق کے اس بیان سے تین نکات سامنے آتے ہیں:

( ) ——— ایک یہ کہ قرآن بیت المعمور پر ایک دفعہ میں نازل ہوا۔

( ) ——— دوسرا یہ کہ بیت المعمور سے ۲۰ سال کی مدت میں آہستہ آہستہ نازل ہوا۔

( ) ——— اور تیسرا نکتہ یہ کہ خداوند عالم نے رسول اکرمؐ کو علم قرآن عطا فرمایا۔

ان نکات کے مطالعے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں بیت المعمور سے مراد قلب رسول اکرمؐ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ:

قرآن بیت المعمور پر نازل ہوا پھر ۲۰ سال کی
مدت میں آہستہ آہستہ امت کے لیے نازل ہوا۔"

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس دوران میں رسول کو علم قرآن کس وقت عطا ہوا۔ جب کہ رسولؐ کے جملہ علم قرآن کو اس سے قبل جاننے پر وہ آیاتِ قرآنی بھی دلالت کرتی ہیں جن میں خداوند عالم، رسولؐ کو قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کی تاکید فرماتا ہے۔

(۳) ——— بعض مواقع پر خداوند عالم نے پیغمبر اسلام کو آیات الٰہی کی تلاوت سے وقتی طور پر روکا ہے۔

"فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ
بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ
وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ○

(سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۴)

"اور (اے رسولؐ) قرآن (کے پڑھنے) میں اس سے پہلے کہ تم پر اس کی وحی پوری کر دی جائے جلدی نہ کرو اور دعا کرو کہ اے میرے پالنے والے میرے علم کو اور زیادہ فرما۔"

اس طرح آیاتِ الٰہی کی تلاوت سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ پیغمبر آیات الٰہی سے پہلے سے واقف تھے۔

(۴) ——— خود قرآن کریم کی متعدد آیات ایسی ہیں جن میں خداوند عالم نے قرآن کریم کے دو مرتبہ نزول کی طرف اشارہ

کیا ہے۔

"الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ○

(سورہ ہود آیت ۱)

"یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کی آیات ایک واقفکار حکیم کی طرف سے (دلائل سے) خوب مستحکم کر دی گئیں پھر تفصیل وار بیان کر دی گئی ہیں۔"

"وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○

(سورہ اعراف آیت ۵۲)

"حالانکہ ہم نے ان کے پاس (رسولؐ کی معرفت) کتاب بھی بھیج دی جسے ہر طرح سمجھ بوجھ کے تفصیل وار بیان کر دیا ہے اور (وہ) ایماندار لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔"

ان آیاتِ قرآن سے واضح ہے کہ قرآن اپنے نزول میں دو مراحل سے گزرا ہے۔ ایک مرتبہ خلاصہ اور نچوڑ کی صورت میں صرف قلبِ پیغمبرؐ پر اس کا نزول ہوا ہے جو عام لوگوں کی عقل و فہم سے بالاتر تھا۔ اور دوسری مرتبہ قرآن کریم عام لوگوں کی عقل و فہم کے مطابق تفصیل، توضیح اور تشریح کے ساتھ نازل ہوا ہمارے اس مؤقف کی صداقت پر دلیل وہ آیاتِ قرآنی بھی ہیں جن میں خداوند عالم

انسانوں کے لیے قرآن کو عام فہم اور آسان بنا کر پیش کرنے پر احسان جتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

(سورہ یوسف آیت ۲)

"ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

"قُرْءَانًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِى عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

(سورہ زمر آیت ۲۸)

"ایسا قرآن جو عربی میں ہے جس کے بیان میں کوئی کجی نہیں۔"

ان آیات میں "عربی" سے مراد عربی زبان نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ احسان صرف عربی بولنے والی اقوام پر ہوتا۔ بلکہ یہاں عربی سے مراد واضح و روشن کے ہیں۔

متعدد ایسی آیاتِ قرآنی بھی ہیں جن میں خداوند عالم لوگوں کو قرآن میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ ظاہر ہے یہ آیات انسانی فہم و شعور کی سطح سے باہر نہیں اسی لیے قرآن ان میں غور و فکر اور تدبر و تفکر کی دعوت دیتا ہے۔

اس طرح یہ بات ظاہر ہے کہ خداوند عالم نے قرآن کریم کو عام لوگوں کی سمجھ بوجھ کے مطابق نازل کیا ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ غالی صیہونزم نے

مسلمانوں کے روپ میں وارد ہو کر مسلمانوں کو یہ باور کرانا چاہا ہے کہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی سمجھ اور فہم ناممکن ہے۔

اپنے اس مذموم پروپیگنڈے سے ایک طرف تو یہ عناصر آیات قرآنی کی تکذیب کرتے ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کو علوم قرآن سے دور رکھتے ہیں۔ اس موضوع پر مفصل بحث ہم آئندہ صفحات میں "فہم قرآن" کے عنوان کے تحت کریں گے۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن کریم کا نزول دو مرتبہ عمل میں آیا۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی شب قدر میں خلاصہ اور نچوڑ کی صورت میں پیغمبر اسلامؐ کے قلب مطہر پر۔ یہاں یہ بات واضح نہیں کہ یہ ماہ رمضان بعثت سے قبل کا ماہ رمضان تھا یا بعثت کے بعد کا۔ بہرحال متعدد آیاتِ قرآنی دال ہیں اس بات پر کہ قرآن کریم ایک مرتبہ حضورؐ کے قلب مطہر پر خلاصہ اور نچوڑ کی صورت میں نازل ہوا۔

قرآن کا دوسرا نزول تفصیل و توضیح کے ساتھ تدریج ۲۳ سال کی مدت میں عمل میں آیا اور بعض مفسرین کی توجیہ جو وہ قرآن کے ایک مرتبہ نزول کے متعلق کرتے ہیں درست نہیں۔

حکمتِ دو نزولی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا دوسری کتبِ آسمانیؑ کے برعکس دو مرتبہ نزول کیوں ہوا؟

نے خداوند عالم نے صحفِ حضرت ابراہیمؑ کو رمضان المبارک کے مہینے میں یکبارگی نازل کیا۔ توراۃ کو ششم رمضان کو، انجیل کو رمضان کی تیرہویں شب میں اور زبور کو اٹھارہ رمضان المبارک کو یکبارگی نازل کیا۔

میں نزول کیا حکمت و فلسفہ رکھتا ہے۔

ہم یہاں دو نزول کے فلسفہ و حکمت کی تشریح و توضیح کے لیے شہید رابع محمد باقر الصدر کے افکار سے مدد لیتے ہیں۔

شہید صدر فرماتے ہیں:

"قرآن کریم انسانیت کی تہذیب و تربیت، غرض خلقت اور ہدفِ خلقت جو سیرِ الہٰی ہے کے لیے نازل ہوا۔ قرآن بذاتِ خود صامت ہے ناطق نہیں اسی وجہ سے ایک جاہل و گمراہ شخص کے سامنے واضح شکل میں ظاہر نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کی وضاحت کے لیے ایک امام و قائد کی ضرورت ہے جو علم و عصمت سے مسلح ہو کر انسانوں کی سیرِ الہٰی کی جانب قیادت کرے۔ لہٰذا قرآن کریم پیغمبر اکرمؐ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ:

"وہی ہے جس نے امیوں میں سے ایک رسولؐ خود انھیں میں سے اٹھایا جو انھیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔" (سورۂ جمعہ)

شہید صدر فرماتے ہیں

"درحقیقت یہ قرآن دو قسم کے انسانوں کی تہذیب و تربیت کے لیے نازل ہوا ہے۔ ایک قائد کے لیے اور دوسرے امت کے لیے۔

قائد جو سالہا سال سے معاشرے میں موجود برائیوں، فسق و فجور اور آلودگیوں سے پاک و منزہ اور قلبِ پاکیزہ کے ساتھ ہر لحاظ سے آمادگی رکھتا تھا

لہٰذا اس میں ایک ہی رات میں کل قرآن کے تحمل کی صلاحیت موجود تھی۔ اس کی تربیت اور اس کو مستقبل میں پیش آنے والے حالات و مشکلات سے آگاہی اور ان کے تدارک کے لیے تیار کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اسے راہ کی مشکلات اور ان کے حل کے سلسلے میں مکمل طور پر آگاہ رکھا جائے نیز امت کی تہذیب و تربیت کے لیے بھی ضروری تھا کہ پیغمبرؐ اپنے مقصد رسالت سے پیشگی عمیق آگاہی رکھتا ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ جب بعثت سے قبل پیغمبرؐ علم قرآن اور اس کے مقصد و مفہوم سے مکمل واقفیت اور آگاہی رکھتا ہو۔

قرآن کے تدریجی نزول کے فلسفہ کی وضاحت ہم ذیل کے نکات کے ذریعہ بھی کریں گے :

(۱) —— طبیعت رسالت قرآن یہ ہے کہ لوگوں پر اپنے افکار، نظریات کو زبردستی مسلط نہ کیا جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے (لا اکراہ فی الدین)

دین میں جبر نہیں۔

نیز قرآن کریم پیغمبرؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

"فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ

تم نصیحت کرنے والے ہو۔ تم ان پر مسلط نہیں کیے گئے۔" (سورہ غاشیہ آیت ۲۱)

اسی طرح دیگر آیات قرآنی ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام نظریات کو زبردستی ٹھونسنے کا قائل نہیں بلکہ رفتہ رفتہ اپنے پیغام کو لوگوں کی عقل و فہم کو مدنظر رکھ کر بیان کرنے کا قائل ہے۔ نیز یہ نکتہ بھی توجہ طلب ہے کہ جو لوگ

غور و فکر اور تدبر اور تفکر کے بعد نظریات قبول کرتے ہیں
وہی راسخ العقیدہ اور اپنے نظریات پر ہمیشہ قائم رہنے
والے ہوتے ہیں۔

(۲) —— فطرتِ انسانی ہے کہ وہ بیک وقت نہ مزید تکلیف برداشت
کرنے پر آمادہ ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے قدیم رسم و رواج
اور عادات و اطوار ترک کرنے پر تیار ہوتا ہے۔ خداوند
عالم نے اسی انسانی فطرت کو مدنظر رکھ کر تدریجاً اپنے
احکامات کا نفاذ کیا ہے جیسے تحریم ربا (سود) اور تحریم
خمر (شراب) کی حرمت کو تین مراحل میں طے کیا ہے۔

(۳) —— اگر قرآن کریم یکبارگی نازل ہوتا تو اس میں موجود بہت
سی آیات (نعوذ باللہ) لغو اور حقیقت سے خالی محسوس
ہوتیں کیونکہ قرآن میں مذکورہ متعدد واقعات حضرت
محمدؐ کی بعثت کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔
جو باتیں ابھی خارج میں وقوع پذیر نہ ہوئی ہوں ان کے
بارے میں آیاتِ قرآنی کا نزول خلافِ حقیقت معلوم
ہوتا۔ مثلاً

"وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ
.... اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○

(سورہ احزاب آیت ۳۷)

" اے نبیؐ یاد کرو وہ موقع جب تم اس شخص سے
کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان

کیا تھا کہ "اپنی بیوی کو نہ چھوڑ اور اللہ سے ڈر۔"
اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے
تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا، تم لوگوں سے ڈر رہے
تھے۔ حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس
سے ڈرو۔ پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری
کرچکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح
کردیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں
کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے۔ جبکہ وہ ان سے
اپنی حاجت پوری کرچکے ہوں۔"

اگر قرآن یکبارگی نازل ہوتا تو کیا اس جیسی آیات
قرآنی حقیقت سے خالی نظر نہ آتیں۔؟

(۳) ——— قرآن کا مخاطب تمام عالم انسانیت ہے اور ان انسانوں
میں مومن اور کافر سبھی شامل ہیں۔

قرآنی احکامات پر عمل اور ان کی تبلیغ میں مومنین
ہزارہا مصائب و مشکلات کا شکار ہوتے تھے ایسے
موقع پر ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ضروری تھا کہ ان
پر بار بار تائید ربانی کا اظہار ہو اور انھیں بار بار یہ
باور کرایا جائے کہ ایک لازوال قوت تمھاری پشت پناہ
ہے۔ قرآن کا بتدریج اور آہستہ آہستہ نزول مومنین
کی قوت عمل میں اضافہ کا باعث تھا۔ اس طرح مومنین
اپنے آپ کو ایک لازوال قوت سے مربوط سمجھتے تھے

اس کے مقابلہ میں مومنین کے لیے تائید ربانی کا یہ باربار
مظاہرہ کفار پر نہایت گراں گزرتا تھا۔ نیز منافقین بھی
ہر لحظہ خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں خداوند عالم ان کے کرتوتوں
کی پردہ کشائی نہ کردے۔

جمع قرآن

کسی متفرق چیز کو ایک دوسرے سے ملا کر ایک مناسب ظرف میں رکھنے کو جمع کرنا کہا جاتا ہے۔ یہ تفرق کی ضد ہے۔ جمع قرآن سے بہت سے معنی اور مفاہیم مراد لیے جاتے ہیں:

(۱) ——— جمع قرآن سے کبھی حفظِ قرآن مراد لی جاتی ہے کیونکہ حافظِ قرآن بہت سی آیات کو حفظ کر کے اپنے سینہ میں جمع کرتا ہے اسی لیے اسے حافظ قرآن کہتے ہیں۔

(۲) ——— کبھی مختلف آیاتِ قرآن اور قرآنی سوروں کو ان کی صحیح مخصوص پر ترتیب دینے کے عمل کو جمع قرآن سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی ان تمام قرآنی آیات اور سورتوں

کو ایک ہی مصحف میں جمع کرنے کو جمع قرآن کہا جاتا ہے۔

۱۔ حفظِ قرآن

پیغمبر اکرمؐ اور خود امت نے حفظِ قرآن کو بڑی اہمیت دی تھی۔ چنانچہ اکثر صحابہ نزول آیات کے بعد ہی آیات کو حفظ کر لیتے تھے اور خود پیغمبر اکرمؐ اس کی تاکید فرماتے تھے۔

اس زمانہ میں حفظِ قرآن کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف ایک جنگ "حرب یمامہ" کے دوران شہید ہونے والوں میں چار سو حفاظِ قرآن شامل تھے۔ اسی طرح جنگ "بئر معونہ" میں ستر حافظ قرآن قتل ہوئے۔

۲۔ قرآنی آیات اور سورتوں کی ترتیب

حیاتِ پیغمبرؐ کے بعد قرآن کو ترتیب دیے جانے کے قائل قرآن کو جمع کرنے کی جو صورت بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو افراد کسی آیت کے متعلق یہ شہادت دیتے تھے کہ یہ آیت، آیتِ قرآنی ہے تو اسے قرآن میں جمع کر لیا جاتا تھا جب کہ اصل قرآن اجماع مسلمین کے مطابق تواتر سے ثابت ہے نہ کہ کسی دو افراد کی شہادت کے بعد۔

جہاں تک قرآنی آیات اور سورتوں کی ترتیب کا تعلق ہے یہ ایک مسلّم حقیقت ہے اور اس کے لیے بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ آیات اور سورتوں کی ترتیب خود پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ میں ہی ہوئی —— جیسا کہ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اور جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ:

"ہمارے نزدیک کسی سورہ کی ختم ہونے اور اس
کے بعد نئے سورہ کی ابتدا ہونے کی شناخت ان
دونوں سورتوں کے درمیان کلمہ "بِسۡمِ اللّٰہِ
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کا واقع ہونا تھا یعنی
ہم "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کے
نزول کو سابقہ سورے کا اختتام اور دوسرے
سورے کا آغاز سمجھتے تھے۔"

اس حدیث کے علاوہ اور بھی دلائل اور شواہد اس امر کے موجود ہیں کہ قرآنی آیات اور سورتوں کی ترتیب وحیٔ الٰہی کے تحت دورِ نبوی ص میں ہی ہو چکی تھی۔ ذیل میں ہم ان دلائل کو پیش کرتے ہیں:

حیاتِ پیغمبر اکرم ص ہی میں قرآن کے مرتب ہونے کے قرآنی دلائل

(۱) ——— سورۂ قیامت آیت ۱۷ میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:

"إِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهُۥ وَقُرۡءَانَهُۥ ○"

اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے:

اس ارشاد الٰہی کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ جمع قرآن کی ذمہ داری خود خداوند عالم نے لی ہے اور اسے امت پر نہیں چھوڑا تھی کہ اس کام کی ذمہ داری خود پیغمبر ختمی مرتبت ص

پر بھی نہیں چھوڑی۔

(۲) —— قرآن نہایت واشگاف الفاظ میں کفار اور مشرکین کو چیلنج کرتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ:

"فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ○

"اگر تم سچے ہو تو ایسی ایک ہی سورت تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا اور اپنے سب گواہوں کو بلا لو۔"

(سورہ بقرہ آیت ۲۳)

"فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ○

"اگر تم سچے ہو تو تم بھی اس کے مانند ایک سورہ بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا لو۔"

(سورہ یونس آیت ۳۸)

"فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ○

"اگر تم سچے ہو تو ایسی ہی بنی ہوئی دس سورتیں تم بھی لے آؤ اور اللہ کے سوا تم جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لو۔"

(سورہ ہود آیت ۱۳)

یہ آیات قرآنی اس بات کی دلیل ہیں کہ خود رسول اکرمؐ کے زمانہ میں ہر خاص وعام کے پاس قرآن کے سورے نہایت واضح اور روشن تھے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس وقت قرآن جمع شدہ اور ترتیب شدہ صورت میں موجود نہیں تھا تو اس وقت کے کفار اور مشرکین کو قرآن کا یہ چیلنج معاذ اللہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

③ —— سورہ بقرہ کی پہلی آیت میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:

" ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ......الخ "

" بے شک یہ کتاب متقین کے لیے ہدایت ہے۔"

سوال یہ ہے کہ اگر قرآن مرتب اور جمع شدہ نہ ہوتا یا پراگندہ ہوتا تو خداوند عالم پھر کس کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

" ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ....الخ "؟

④ —— سورہ حمد کا مشہور نام سورہ فاتحہ ہے جس کے معنی ہیں افتتاح۔ اور یہ بات بین الفریقین متفق علیہ ہے کہ یہ سورہ ان سوروں میں نہیں جو سب سے پہلے نازل ہوا ہو کہ اسے نزول کے اعتبار سے افتتاح کلام خداوندی قرار دیا جائے لہٰذا قرآن کی ابتدا سورہ حمد سے ہونا اور خود پیغمبر اکرمؐ کا اس سورہ کو سورہ فاتحہ کے نام سے موسوم کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ ہی میں مرتب شدہ تھی۔

حدیثِ رسولِ اکرمؐ کی روشنی میں
قرآن کے پیغمبرِ ختمی مرتبتؐ کے زمانہ حیات ہی میں
مرتب شدہ ہونے کی دلیل

متفق علیہ اور مشہور حدیث موسوم بہ "حدیث ثقلین" میں جناب ختمی مرتبتؐ نے اپنی رحلت کے موقع پر فرمایا کہ "میں تمھارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ۔ ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت" یا بقول غیر معروف "میری سنت" بہر حال دونوں صورتوں میں پیغمبر ختمی مرتبتؐ کا یہ فرمانا کہ میں تمھارے درمیان قرآن چھوڑ کر جا رہا ہوں کم از کم مسلّم ہے ۔

رحلتِ پیغمبر اکرمؐ کے وقت اگر کتاب خدا مرتب نہ ہوتی یا پراگندہ ہوتی یا چند لوگوں کے سینوں میں ہی محدود ہوتی تو خدا کے سچے نبی کا یہ فرمانا کہ میں تمھارے درمیان کتاب خدا چھوڑ کر جا رہا ہوں معاذ اللہ غلط اور بے معنی ہو جاتا ہے ۔

اس کے علاوہ وہ روایات کہ جن میں آنحضرتؐ کی حیات کے بعد قرآن کے جمع کیے جانے کا ذکر ہے وہ خود متضاد اور ایک دوسرے سے متصادم ہیں ۔ اس تضاد کا اندازہ صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل روایات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے :

جمع قرآن سے متعلق متضاد اور متصادم روایات

(۱) —— "زید ابن ثابت سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے حکم پر قرآن (خود) میں نے جمع کیا ۔"

(۲) —— "ابن شہاب نے حذیفہ یمانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان نے زید ابن ثابت ، عبد اللہ ابن زبیر ، سعید ابن عاص اور

عبدالرحمٰن ابن حرث کو حکم دیا کہ قرآن جمع کریں۔

③ —— ابن شیبہ نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:
کہ سب سے زیادہ اجر والے حضرت ابوبکر ہیں اس لیے کہ
وہ پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے قرآن جمع کیا۔

④ —— سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے قرآن
کو کاغذوں میں جمع کیا اور حضرت عثمان نے اس کام کو
تکمیل تک پہنچایا۔

⑤ —— یحییٰ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے قرآن جمع کرنے
کا ارادہ کیا اور لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کے پاس قرآن
ہو وہ ہم تک پہنچائے۔

(صحیح بخاری باب جمع قرآن)

———— • ————

چنانچہ روایات کا ایک حصہ یہ بتاتا ہے کہ قرآن خلیفہ سوم حضرت عثمان
ابن عفان کے زمانہ میں جمع ہوا۔ جبکہ کچھ روایات یہ بتاتی ہیں کہ قرآن حضرت ابوبکر
کے زمانہ میں جمع ہوا۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ قرآن حضرت عمر کے زمانہ میں
جمع ہوا۔

اس کے علاوہ جمع کرنے والے افراد کے بارے میں بھی روایات میں شدید
اختلاف ہے۔ ان روایات میں تضاد اور تناقض خود اپنی جگہ اس امر میں مانع ہے
کہ ان میں سے کس کو ترجیح دی جائے۔ جبکہ یہ روایات متضاد اور ایک دوسرے
سے متصادم ہونے کے علاوہ خود ان روایات سے بھی متعرض ہیں کہ جن میں یہ وارد
ہوا ہے کہ قرآن خود پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ میں جمع ہوا ہے۔

زمانۂ حیاتِ رسولؐ ہی میں قرآن کے مرتب شدہ ہونے کے عقلی دلائل

(۱) ——— آیاتِ قرآنی اور حدیث، اور سیرتِ پیغمبرِ اکرمؐ کے علاوہ خود عقل بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ خدا کا وہ آخری پیغمبرؐ کہ جو معمولی سے معمولی مسئلہ حتیٰ کہ کسی کو ناجائز ہلکی سی خراش پہنچانے کی دیت کے احکام کی اہمیت کو بھی وضاحت سے بیان فرما کر دنیا سے رخصت ہو وہ ترتیب قرآن جیسے اہم کام اور ذمہ داری کو دوسروں پر چھوڑ کر اس دنیا سے کوچ کر جائے۔ یہاں تک کہ اس ضمن میں کوئی ہدایت بھی نہ کرے اور اس کتاب خدا کو کہ جسے رہتی دنیا تک انسانیت کی ہدایت اور سعادت کے لیے خداوند عالم نے ہمیشہ باقی رہنے والا معجزہ بنا کر عنایت کیا ہو اس کو امت کے رحم و کرم پر چھوڑ کر دنیا سے چلا جائے اور پھر امت کو بھی سالہا سال گزرنے کے بعد اس کی تدوین و ترتیب کا احساس پیدا ہو۔

(۲) ——— اس کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن ہر قسم کی تحریف، زیادتی اور نقص سے محفوظ ہے اگر قرآن زمانۂ حیات پیغمبرؐ ہی میں جمع شدہ نہ ہوتا اور آنحضرتؐ کے بعد جمع کیا جاتا تو اس کا اس زمانہ میں ہم تک من و عن پہنچنا اور کسی کمی زیادتی سے محفوظ رہنا بعید از عقل ہے۔

لہٰذا علماءِ شیعہ کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ قرآن خود حیاتِ پیغمبرِ اکرمؐ ہی میں

جمع کیا جا چکا تھا۔ اس کی ترتیب کو کسی اور سے منسوب کرنا چاہے اسے حضرت عثمان سے منسوب کیا جائے یا حضرت علیؑ سے محض غلط ہے۔

جہاں تک حضرت علیؑ کے قرآن کو جمع کرنے کا تعلق ہے تو حضرتؑ نے شان نزول اور اس کی مصادیق کے لحاظ سے اسے جمع کیا ہے۔

اور حضرت عثمان کے جمع قرآن سے مراد یہ ہے کہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد لوگوں نے کلماتِ قرآن کو اس کے مرادف الفاظ میں تبدیل کرکے قرارت میں اختلاف کرنا شروع کیا اور یہ اختلاف یہاں تک پہنچا کہ ایک دوسرے کی قرارت پر الزام و تکفیر شروع کر دی۔ ہر ایک گروہ نے اپنے لیے ایک علیٰحدہ مصحف ایجاد کیا جیسے مصحف عبداللہ ابن مسعود، مصحف عبداللہ ابن عباس، مصحف حفصہ، مصحف عائشہ اور دیگر مصاحف۔

حضرت عثمان نے ان تمام مصاحف کو ختم کرکے اصل مصحف جو پیغمبرؐ کے زمانے میں قرارت شدہ قرآن تھا اس کو رائج رکھا۔

تحریفِ قرآن

یہاں تحریفِ قرآن کے موضوع پر گفتگو سے قبل ضروری ہے کہ ہم لفظ تحریف کے لغوی اور اصطلاحی معنوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ تحریف کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں اور جب قرآن میں تحریف سے متعلق بحث ہوتی ہے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔

"تحریف" لغت میں کسی چیز کو اس کے محل و مقام سے ہٹا کر کسی دوسری طرف منتقل کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ نساء آیت ۴۶ میں خداوند عالم علماء یہود کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ .... الخ"

"یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کلام
کو اس کے موقعوں سے پھیرتے رہتے ہیں...."

کلماتِ رب میں تحریف کی بہت سی مصادیق ہیں۔ مثلاً:

(۱) — کلمات کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے اس کے وہ معنی اور مفہوم لیے جائیں جو متکلم یعنی خداوند عالم کی مراد نہ ہو بلکہ غرض خدا کچھ اور ہو اور معنی اور مفہوم اس سے مختلف اخذ کیے جائیں۔ علمِ تفسیر میں اسے تفسیر بالرائے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کی ائمۂ اطہار نے سخت مذمت فرمائی ہے ائمہ سے مروی احادیث میں اپنی رائے سے تفسیر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم بتایا گیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس قسم کی تحریف بہرحال قرآن میں اب تک کی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ مذاہب اہل بدعت اور علوم اسلامی سے ناآشنا افراد جو تفسیر قرآنی کے موضوع پر طبع آزمائی کرتے ہیں اپنے مذموم مقاصد کے لیے اسی طرح آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہیں۔

(۲) — تحریف کی دوسری قسم یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے کلمات جو آیاتِ قرآنی نہ ہوں ان کو آیاتِ قرآن کی حیثیت سے قرآن میں داخل کیا جائے لیکن تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن اس قسم کی تحریف سے قطعاً محفوظ ہے۔ کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ قرآن میں کوئی ایسا کلمہ ہے کہ جو قرآنی نہیں

(۳) ——— تیسری مراد تحریف سے یہ لی جاتی ہے کہ قرآن سے بہت سے کلمات یا آیات یا سورے حذف کر دیے گئے ہیں یا موجودہ قرآن میں بہت سی آیات ضائع ہو چکی ہیں۔ اس قسم کی تحریف میں اختلاف رائے واقع ہوا ہے لیکن معروف محققین اور جید علماء فریقین بہت سے دلائل کے تحت اس قسم کی تحریف کے امکان کو یکسر مسترد کرتے ہیں اور اس کی نفی میں قرآنی، نقلی اور محکم عقلی دلائل رکھتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند دلائل پیش کرتے ہیں۔

تحریف قرآن کی نفی میں قرآنی دلائل

(۱) ——— خداوند عالم سورہ حجر کی آیت ۹ میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ "

یہ ذکر تو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں"

یہاں ذکر سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک قرآن کریم ہے۔

کیسے ممکن ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا ہے۔ اس میں کمی بیشی کی جا سکے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی قرآن میں تحریف کو صحیح مانتا ہے تو پھر یا تو وہ اس قرآنی دعویٰ کا قائل نہیں یا پھر وہ خداوند عالم کو قرآن کی حفاظت سے معذور اور قاصر سمجھتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ تو خدانخواستہ قرآنی دعویٰ غلط ہو سکتا ہے

اور نہ خداوند عالم کہ جو صاحبِ قدرت اور اختیار ہے معاذ اللہ
قرآن کی حفاظت سے معذور اور مجبور ہے۔

② —— سورہ حٰم سجدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ○ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○"

"حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک زبردست کتاب ہے باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔ یہ ایک حکیم و حمید کی نازل کردہ کتاب ہے۔"

لہٰذا قرآن میں تحریف کو ماننا، قرآن میں باطل کے شامل ہونے کو ماننے اور آیت میں بیان کردہ الٰہی دعویٰ کو جھٹلانے کے مترادف ہے کیونکہ اس آیت کے مطابق نہ تو سابقہ آسمانی کتب میں اس قرآن کی تردید ہو گی نہ آئندہ اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب آئے گی اور نہ دیگر انکشافات علمی اس کی تردید اور تکذیب کر سکیں گے۔

اگر قرآن کو محرّف مان لیا جائے تو پھر قرآنی احکام قابلِ عمل نہیں رہ جاتے۔ گویا دوسرے لفظوں میں قرآن میں تحریف کو ماننا خود قرآن کو باطل قرار دینے کے مترادف ہے۔

تحریفِ قرآن کی رد میں نقلی و عقلی دلائل

① —— پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ:

"میں تم میں دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں
ایک قرآن اور دوسرے میری عترت طاہرہ۔ اگر
تم ان سے متمسک رہو گے تو ضلالت اور گمراہی
سے محفوظ رہو گے اور یہ دونوں (قرآن اور عترت)
قیام قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہیں
ہوں گے۔"

(حدیثِ ثقلین)

پیغمبر اکرمؐ نے اس حدیث میں امت کو قرآن سے
متمسک رہنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن میں اگر تحریف
ہو جائے تو پھر قرآن قابل تمسک نہیں رہتا۔ لہٰذا ماننا
پڑے گا کہ قرآن تحریف سے پاک و مبرا ہے۔

(۲) ـــــ شیعہ فقہا کے نزدیک نماز میں سورۂ حمد کے بعد ایک
کامل سورہ پڑھنا واجبات میں سے ہے۔ قرآن میں تحریف
کا ہونا اگر مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز میں
کبھی بھی سورۂ حمد کے بعد ایک مکمل سورہ پڑھنا ممکن نہ
ہوگا۔ کیونکہ جو بھی سورہ پڑھا جائے گا اس میں نقص کا
احتمال ہمیشہ باقی رہے گا لہٰذا نماز بھی باطل ہوگی۔

(۳) ـــــ پیغمبر اکرمؐ اور تمام ائمۂ اطہارؑ نے اپنی احادیث کی
صحت کو پرکھنے کی کسوٹی قرآن مجید کو قرار دیا ہے۔ اگر
قرآن میں تحریف کے دعویٰ کو صحیح مان لیا جائے تو قرآن
سے حدیث یا روایت کے مضمون کی صحت کو پرکھنے کے

لیے کسوٹی قرار نہیں پاسکتا اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں حدیث آیاتِ قرآنی کے مطابق درست ہے یا غلط - اس لیے کہ اگر قرآن میں تحریف کا ہونا مان لیا جائے تو یہ احتمال باقی رہنے کا ہمیشہ امکان ہے کہ جس کلمہ، آیت یا سورہ کو حدیث پرکھنے کی کسوٹی قرار دیا گیا ہے کہیں وہی تو تحریف شدہ کلمہ، آیت یا سورہ نہیں۔

(۴) ——— یہ احتمال کہ خلفاء نے قرآن میں تحریف کی ہے اس لیے بھی غلط اور مردود ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان کا گھیراؤ کیا تو انھوں نے حضرت عثمان پہ اقربا پروری اور بیت المال میں خرد بُرد کے الزامات تو عائد کیے لیکن ان میں سے کسی نے بھی ان پر قرآن میں تحریف اور کمی بیشی کرنے کا الزام نہیں لگایا۔ اگر حضرت عثمان نے آیاتِ قرآنی میں کمی بیشی کی ہوتی تو یقیناً تحریف قرآنی جیسا سنگین الزام اس گروہ کے الزامات کی فہرست میں سرِ فہرست ہوتا۔

(۵) ——— ہمارے ائمۂ اطہارؑ نے حتیٰ کہ ان کے مخلص اصحاب میں سے کسی نے بھی خلفاء پر اس قسم کی تنقید نہیں کی کہ انھوں نے قرآن میں کمی بیشی یا تحریف کی ہے۔

جناب امیرؑ کا مشہور و معروف خطبہ جو شقشقیہ کے نام سے موسوم ہے اس میں آپ نے خلافتِ حضرت عثمان کے زمانے میں کیے جانے والے اقدامات پر سخت ترین

تنقید کی اور نہایت سخت لہجہ اختیار کیا اور ان تمام انحرافات کا تذکرہ کیا جو اس دور میں انجام پائے لیکن ہمیں کہیں بھی ایسے الفاظ نہیں ملتے کہ آپ نے دیگر انحرافات کے ساتھ ساتھ تحریف قرآن کا بھی تذکرہ کیا ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جناب امیرؑ ایسے اہم مسئلہ سے پہلو تہی کرتے ہوئے اس کا تذکرہ تک نہ کرتے۔

جب جناب امیرؑ نے زمام اقتدار سنبھالی تو آپ نے حضرت عثمان کی عطا کردہ جاگیریں مسلمانوں کو پلٹانے کے بعد فرمایا:

"خدا کی قسم اگر مجھے ایسا مال بھی کہیں نظر آتا جو عورتوں کے مہر اور کنیزوں کی خریداری پر صرف کیا جا چکا ہوتا تو اسے بھی واپس پلٹا دیتا۔ چونکہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے میں وسعت ہے۔

اور جسے عدل کی صورت میں تنگی محسوس ہو اسے ظلم کی صورت میں اور زیادہ تنگی محسوس ہوگی۔"

(نہج البلاغہ خطبہ ۱۵)

وہ علیؑ جو بیت المال میں معمولی تصرف کو خلاف عدل گردانتے ہوں کیسے ممکن ہے کہ وہ قرآن کریم جو نظام عدل ہے کی تحریف کو برداشت کر لیتے اور تحریف قرآن جیسے سنگین مسئلہ پر خاموشی اختیار کر لیتے۔

(۶) ـــــ صدر اسلام سے اب تک مسلمانانِ عالم آیات و کلمات
قرآن پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور ہزار ہا حفاظ قرآن ہر دور
میں مسلمانوں کے درمیان رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ
ایسے باکمال افراد بھی ہر دور میں موجود رہے ہیں جو قرآن کے
اعراب اور نقطوں تک سے واقفیت رکھتے ہیں مسلمانوں
کی قرآن سے اس قدر دلچسپی خود تحریف قرآن میں
مانع ہے۔

ایک موقع پر جب حضرت عمر نے اس آیت قرآن:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ
اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(سورہ توبہ آیت ۱۰۰)

کی تلاوت کرتے ہوئے مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْ کی جگہ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ
الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْ پڑھا تو اس پر موجود مسلمانوں
نے فوراً حضرت سے پوچھا کہ آیا آپ نے یہ "و" بھول کر
چھوڑا ہے یا ارادتاً۔

اس واقعہ ہی سے مسلمانوں کی قرآن کے بارے میں حساسیت
کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے حالات میں یہ کیسے یقین کیا

جا سکتا ہے کہ حضرت عثمان کے تحریف قرآن کے عمل پر مسلمان خاموشی اختیار کر لیتے۔

(۷) مکتب تشیع کے پیروکاروں پر ناعاقبت اندیش اور متعصب افراد یہ الزام لگاتے ہیں کہ معاذ اللہ شیعہ حضرات تحریف قرآن کے قائل ہیں یا شیعہ حضرات چالیس پاروں کا قرآن رکھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ .... حقیقتاً ایسے افراد امت مسلمہ کے مختلف فرقوں کے درمیان نفرت اور عداوت کی آگ بھڑکا کر مسلمانوں کے دشمن اپنے صیہونی اور عیسائی آقاؤں کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً مکتب تشیع کے پیروکار بھی اسی قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں جس پر تمام مسلمانوں کا ایمان و اعتقاد ہے۔

اگر آج کسی بڑے سے بڑے شیعہ عالم سے لے کر کسی عام شیعہ کے گھر میں تلاش کیا جائے تو وہی قرآن ملے گا کہ جو مصر میں یا تاج کمپنی پاکستان یا کسی اور پبلشر کے یہاں سے شائع ہوا ہو۔ اگر موجودہ قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن ہوتا تو وہ کسی نہ کسی زمانے میں کہیں نہ کہیں سے تو دستیاب ہوتا۔

علمائے شیعہ اور تحریف قرآن

کسی مذہب کو ہدف تنقید بنانے اور اس کے متعلق کسی رائے زنی اور اعتراض سے قبل ضروری ہے کہ پہلے اس مذہب کے علمائے محققین کا نظریہ معلوم

کیا جائے نہ یہ کہ اس مذہب یا فرقہ کے جاہل اور نادان عوام اور اہل تحقیق کے بجائے کم علم علماء کے اقوال اور افعال کو مورد بحث بنا کر اس مذہب پر تنقید و تبصرہ کیا جائے۔

لہٰذا ذیل میں ہم قرآن سے متعلق مذہب شیعہ کے ان محققین علماء عظام کی آرا کو پیش کرتے ہیں کہ جو اپنے دور کے رئیس مذہب اور مرجع و مرکز رہے ہیں۔ اور جنھوں نے قرآن سے متعلق اپنے ان بیانات اور نظریات کو اپنی تالیفات و تصانیف کے توسط سے پیش کیا ہے:

۱- شیخ صدوق علیہ الرحمۃ

شیخ الجلیل، فقیہ بزرگ محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی

آپ شیخ صدوق کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کی ولادت حضرت امام زمانہؑ کی دعاؤں کے طفیل ہوئی۔ امام عصرؑ کی طرف سے صادر ہونے والے خطوط میں آپ کو محدث فقیہ کا خطاب دیا گیا ہے۔ آپ نے تقریباً تین سو کتابیں تصنیف فرمائیں۔

آپ کے بارے میں علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ:

"تمام علماء امامیہ نے آپ کی کتابوں میں موجود اخبار کی صحت کی توثیق فرمائی ہے"

آپ کی عزت اور علمی بلند پائیگی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ کسی مسئلہ میں نص کے فقدان کی صورت میں علماء امامیہ آپ کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ آپ کے والد علی بن الحسین بابویہ القمی، حسین بن روح کے ہم عصر تھے کہ جو امام زمانہؑ کے تیسرے سفیر تھے۔ سنہ ۳۸۰ھ میں آپ نے وفات پائی

آپ "کتاب اعتقادیہ" میں فرماتے ہیں کہ :

"ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو قرآن نازل فرمایا وہ وہی قرآن ہے کہ جو آج دو جلدوں[1] کے درمیان موجود ہے اور اس سے زیادہ نہیں ہے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جو ہماری طرف نسبت دے کر یہ کہے کہ قرآن اس سے زیادہ ہے۔"

۲- شیخ مفید علیہ الرحمۃ

محمد بن محمد بن النعمان بن عبد السلام بن جابر بن نعمان بن سعید الحربی البغدادی

آپ شیخ مفید کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا شمار فقہاء شیعہ اور رئیس مذہب تشیع میں ہوتا ہے۔ آپ کے بعد کے علماء نے آپ سے علم لیا۔ اپنے دور کے اعلم علماء میں سے تھے۔ آپ نے سَو کے قریب کتابیں لکھیں۔

آپ ۱۱ ذلیقعدہ ۳۳۶ھ کو پیدا ہوئے اور ۴۱۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ سید مرتضیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی وفات کے بعد یہ شعر آپ کی قبر پر لکھا ہوا پایا گیا۔

لا صوت الناعی بفقدک انہ

یوم علی آل الرسول عظیم

---

[1] یہاں دو جلدوں سے مراد دو گتوں کے درمیان مجلد کتاب ہے۔

ان کنت قد غیبت فی جدث الثری
فالعدل والتوحید فیک مقیم
والقائم المهدی یفرح کلما
تلیت علیک من الدروس علوم

کاش آپ کی موت کی خبر لانے والے کی
آواز نہ آتی کیونکہ یہ دن آل رسولؐ پر بہت سخت
ہے۔ اے شیخ جو آپ قبر میں دفن ہو چکے ہیں
لیکن عدل و توحید آپ کے توسط سے قائم ہے۔"

شیخ مفید علیہ الرحمۃ علماء امامیہ کی طرف سے فرماتے ہیں کہ:
"قرآن میں نہ کوئی سورہ ناقص ہے اور نہ کوئی
آیت ۔"
نیز مسائل مرویہ میں آپ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:
"جو کچھ دونوں جلدوں کے اندر موجود قرآن
ہے سب کلام خدا ہے اور خدا ہی کا نازل کردہ
ہے ۔"
آپ نے فرمایا کہ:
"بالتحقیق ہمارے ائمہ اطہارؑ کی طرف سے وارد
ہونے والی صحیح روایات میں ہمیں حکم دیا گیا ہے
کہ ان دو جلدوں میں موجود قرآن کی تلاوت

کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں ؎

۳۔ سیّد مرتضیٰ علم الھدیٰ

علی بن الحسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؑ

آپ سید مرتضیٰ کے نام سے معروف تھے۔ مشہور علماء امامیہ میں سے ہیں ۳۵۵ھ میں ولادت ہوئی اور ۴۳۶ھ میں وفات پائی۔ آپ شیخ مفیدؒ کے شاگرد اور شیخ طوسی علیہ الرحمۃ کے استاد بزرگ تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ :

"قرآن میں کسی قسم کا نقص نہیں ہے۔ اگر کوئی ہمارے اس دعوے کو نہیں مانتا تو اس کی بات پر اعتماد نہیں کیا جائے گا چاہے وہ امامیہ ہو یا غیر امامیہ۔ اگر درمیان میں کہیں کوئی اختلاف ہے تو اس کی مدارک کچھ ضعیف اسناد اور احادیث ہیں جن کی صحت مشکوک ہے :

۴۔ شیخ طوسی

ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی البغدادی الغروی معروف بہ شیخ الطائفہ یا شیخ

یہ اپنے زمانہ کے سب سے معروف علمی شخصیت تھے۔ عام وخاص سب کے لیے

مرکزِ علم تھے۔ ۳۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ محرم ۴۶۰ھ کو مشہد مقدس میں وفات پائی۔

آپ اپنی کتاب "التبیان" میں فرماتے ہیں:

"قرآن میں کمی و بیشی کی نسبت دینا قرآن کی قدسیت کے منافی ہے۔ کیونکہ اس قرآن میں کمی بیشی ہونا اجماع مسلمین کے خلاف ہے جو کچھ اس سلسلے میں کمی یا بیشی یا اس کی ترتیب کے متعلق ہے وہ اخبار واحد ہے جو قابل اطمینان اور بھروسہ نہیں بہتر یہ ہے کہ ایسی خبر سے صرف نظر کیا جائے"

۵۔ شیخ طبرسی

شیخ السعید مفسر و حید امین الاسلام الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسی المشہدی

صاحب تفسیر مجمع البیان فی تفسیر القرآن (جو دس جلدوں پر مشتمل ہے) جمع الجوامع کے قائل تھے۔ مذہب شیعہ کے جید علماء میں سے تھے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

آپ کی سن ولادت تقریباً ۴۶۲ھ اور سن وفات ۵۴۸ھ ہے۔

آپ کی قبر مشہد مقدس میں ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"قرآن ہر قسم کے نقص اور کمی سے محفوظ ہے جیسا کہ صریح آیات قرآن اور ہر زمانہ میں اجماع علماء اس

دعویٰ کی دلیل ہیں لہٰذا وہ اخبار کہ جو قرآن کے
نقص و کمی پر دلالت کرتے ہیں وہ ہدایت کے
خلاف ہیں۔"

۶۔ شیخ جعفر کاشف الغطار

فقیہ اعظم، استاد الفقہاء والمجتہدین، شیخ الاسلام شیخ جعفر ابن شیخ خضر علی
رئیس مذہب امامیہ تھے۔ آپ نے ۱۲۲۸ھ میں وفات پائی۔
آپ کتاب "کشف الغطار" میں فرماتے ہیں کہ:

"بے شک یہ قرآن نقص و کمی سے محفوظ ہے اور
اس کا حافظ خدائے بزرگ و برتر ہے۔ اس کے
محفوظ ہونے پر آیات قرآن اور اجماع امت گواہ
ہیں اور اس کی تحریف سے متعلق باتیں قابلِ
اعتبار نہیں۔"

۷۔ سید قاضی نور اللہ شوستری

آپ ایک جلیل القدر عالم متبحر تھے۔ ۹۵۶ھ مطابق ۱۵۴۹ء میں شوستر
(ایران) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ اور ۱۸ جمادی الثانی ۱۰۱۹ھ مطابق ۲۰ ستمبر
۱۶۱۰ء کو آپ کو شہید کر دیا گیا۔ ۹۹۰ھ میں تبلیغ و اشاعت مذہب کے لیے
آپ ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کی تصنیفات اور تالیفات کی تعداد ۱۰۵

تک پہنچتی ہے۔

آپ کتاب "مصائب النواصب" میں فرماتے ہیں کہ:

" قرآن میں تغیر کے بارے میں مذہب امامیہ کی طرف جو نسبت دی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ امامیہ اس کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کا ایک غیر معتبر گروہ اس کا قائل ہے۔"

۸۔ شیخ بہائی

آپ فرماتے ہیں:

" امت اسلامیہ نے قرآن میں کمی بیشی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قرآن ہر کمی بیشی سے محفوظ ہے جس پر آیہ "۔۔۔

" اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔"

شاہد ہے۔ یہ بات کہ حضرت علیؑ کا نام قرآن سے حذف ہوا ہے۔ علماء کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔"

۹۔ مقدس بغدادی

آپ "شرح وافی" میں قرآن میں کمی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے پاس معروف بلکہ اجماع اس بات پر
ہے کہ قرآن میں کسی قسم کی کمی نہیں۔"

۱۰۔ علامہ جلیل شہشہانی

آپ کتاب "عروۃ الوثقیٰ" میں فرماتے ہیں:
"تمام مجتہدین کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں تحریف
نہیں ہوئی۔"

۱۱۔ شیخ محمد جواد بلاغی

آپ تفسیر "آلاء الرحمٰن" میں فرماتے ہیں کہ:
"قرآن میں کمی نہیں ہوئی۔"

۱۲۔ شیخ محدث قاسانی

آپ اپنی دو کتابوں "وافی" اور "علم الیقین" میں فرماتے ہیں:
"قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔"

۱۳۔ آیت اللہ ابوالقاسم خوئی

آپ "تفسیر البیان" میں فرماتے ہیں کہ:

مسلمات میں سے ہے کہ علمارِ شیعہ قرآن
کے عدم تحریف پر عقیدہ رکھتے ہیں"

۱۴۔ سید عبد الحسین شرف الدین

آپ ۱۲۹۰ھ میں شہر کاظمین مقدس میں پیدا ہوئے۔ آپ صاحب اخلاق حمیدہ تھے اور علم و فضل میں مشہور تھے۔ آپ کا شمار ان علمار کے صف اوّل میں ہوتا ہے کہ جو ہمیشہ استعمار کے خلاف نبرد آزما رہے۔

آپ مذہب تشیع کے ہمیشہ محافظ اور مدافع رہے۔ آپ کی علمی منزلت عالم اسلام میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ عقیدۂ تشیع کا دفاع اور تشیع کا تعارف جس دل کش اور احسن انداز میں آپ نے فرمایا اس کا زندہ ثبوت "کتاب المراجعات" ہے جو آپ کے اور اس وقت کے جلیل القدر عالم دین اور رئیس و سرپرست جامعۃ الازہر شیخ سلیم البشری کے درمیان مکاتبات پر مشتمل ہے۔ آپ تقریباً ۱۸ اٹھارہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور آپ کی تصانیف میں "فصول مہمہ فی تالیف امہ" اور "اجوبہ مسائل جار اللہ" وغیرہ شامل ہیں۔

۱۳۴۰ھ میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر لبنان کے بہت سے لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔

آپ نے مسجد حرم میں امامت فرمائی اور یہ تاریخ کا پہلا واقعہ تھا کہ عالم مذہب امامیہ نے مسجد حرم میں امامت فرمائی۔

۸ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ کو وفات پائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو نجف اشرف میں آپ کے جد بزرگوار حضرت امیر المومنین ع کے روضہ کے صحن مطہر

میں دفن کیا گیا۔

امام مجاہد سید عبدالحسین شرف الدین فرماتے ہیں کہ:

"قرآن حکیم وہ کہ جس کے آگے یا پیچھے کوئی باطل کرنے والا نہیں آسکتا۔ یہ قرآن وہی ہے کہ جو دو جلدوں کے درمیان لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اس میں نہ ایک حرف زیادہ ہے نہ ایک حرف کم، نہ کوئی کلمہ دوسرے کلمہ سے ملا ہے اور نہ کوئی حرف دوسرے حرف سے بلکہ اس کے تمام حروف تواتر سے ثابت ہیں اور یہ قرآن پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ ہی میں جمع ہوا ہے۔"

۱۵۔ شیخ مظفر

آپ کتاب "عقائد امامیہ" میں لکھتے ہیں کہ:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن جو وحی الٰہی ہے اور پیغمبرؐ کی زبان پر خدا کی طرف سے وحی کے توسط سے جاری ہوا ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ اور پیغمبرؐ کے لیے رہتی دنیا تک معجزہ ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں موجود قرآن وہی ہے جو پیغمبر پر نازل ہوا۔ اگر کوئی شخص اس کے خلاف دعویٰ کرے تو وہ غلط گو ہے اور ہدایت سے باہر ہے۔"

۱۶- شیخ بزرگ آغا طہرانی رحمۃ اللہ علیہ

مولف کتاب "الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ" نے اپنی آخری عمر میں فرمایا کہ:

"میں ثابت کروں گا کہ کتاب خدا یعنی قرآن جو دو جلدوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے اور جو پورے عالم کے گوشہ و کنار میں منتشر ہے وہ وحی الہٰی ہے اور اس کی تمام سورتوں اور آیات میں کسی قسم کا تغیر و تبدیلی یا کمی بیشی واقع نہیں ہوئی ہے اور جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ تواتر اور قطعی طریقے سے پہنچا ہے اور کسی امامیہ کو اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

—— . ——

۱۷- فیض کاشانی

آپ نے فرمایا:

"جو اخبار تحریف قرآن کے بارے میں موجود ہیں اولیٰ یہ ہے کہ ان اخبار سے روگردانی کی جائے اور ان اخبار کے بارے میں بحث و گفتگو ترک کی جائے کیونکہ بالفرض اگر یہ اخبار صحیح ہیں تو اس سے مراد تاویل ہو سکتی ہے نہ کہ خود قرآن۔

۱۸- آیت اللہ روح اللہ الموسوی الخمینی

رہبرِ انقلابِ اسلامی حضرت امام خمینی بھی تحریف قرآن کے قائل نہیں۔

فہم قرآن

تاریخِ اسلام میں اگر ہم مسلمانوں کی پستی اور بدبختی کے اسباب تلاش کریں تو اس پستی کے اسباب میں جہاں ملوکیت، شہنشاہیت اور تفرقہ اندازی نظر آتے ہیں وہیں مسلمانوں کی قرآن سے دوری بھی سرِفہرست ہے۔

امتِ مسلمہ بجائے اس کے کہ اس کتاب الٰہی (قرآن مجید) کے دقائق اور حقائق کی آگاہی کے لیے اپنی توانائیاں وقف کرتی اور اس سرچشمۂ ہدایت پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی استوار کرتی اس کتابِ حکمت سے متعلق ایسی بے سود و بے فائدہ بحثوں میں الجھی رہی کہ جو اس کی بدبختی اور ذلالت میں اضافہ کا سبب بنی۔

کبھی ایسا دور آیا کہ امتِ محمدیؐ اس بحث میں الجھ گئی کہ آیا قرآن خالق

ہے یا مخلوق ۔ آیا قدیم ہے یا حادث ۔

خدا کا شکر ہے کہ امت اب اس بحث سے چھٹکارا حاصل کر چکی ہے اور یہ بحث تاریخ کے اوراق میں دفن ہو چکی ہے ۔

پھر ایک زمانے میں یہ بحث چل نکلی کہ آیا یہ وہی قرآن ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا یا اس میں کچھ کمی یا بیشی ہو چکی ہے ۔ بالفاظ دیگر امت کو تحریف قرآن کی بحث میں الجھا دیا گیا ۔

بفضل خدا علماء اسلام نے اس فتنہ پرور نظریہ کو باطل قرار دے دیا ہے جس کا مفصل تذکرہ ہم گزشتہ اوراق میں "تحریف قرآن" کے ذیل میں کر چکے ہیں ——!

پھر امت کو اس بحث میں ڈال دیا گیا کہ آیا ہم قرآن کو سمجھ سکتے ہیں یا نہیں ۔ آیا اس کی آیات میں غور و فکر ہمارے لیے نتیجہ خیز ہے یا نہیں ۔

امت کو اس بحث میں الجھا کر دشمنان اسلام کا مقصد مسلمانوں کو قرآن سے دور رکھنا اور قرآن سے مسلمانوں کی وابستگی کو کمزور بنانا تھا ۔ اس کے نتیجہ میں امت مسلمہ قرآن سے دور ہو کر اپنی نجات انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں اور قوانین میں تلاش کرنے لگی ۔

اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم یہاں تفصیل سے اس پر روشنی ڈالیں گے ۔

آیا ہم قرآن کو سمجھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

ہم یہاں آیات قرآنی ، روایات معصومینؑ اور عقلی دلائل سے اس بات کو ثابت کریں گے کہ قرآن ایسا نہیں کہ اس کی باتیں انسانی سطح فکر سے باہر ہوں ۔

قرآن خود اپنی آیات میں صراحتاً ان لوگوں پر تنقید کرتا ہے جو قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔ اگر یہ غور و فکر نتیجہ خیز نہ ہوتا تو قرآن ان لوگوں کو غور و فکر کی دعوت کیونکر دیتا:

"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○

(سورۂ نساء آیت ۸۲)

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف پایا جاتا۔"

قرآن حکیم اپنی آیات میں بار بار انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اس میں غور و فکر کریں اور اپنی ہدایت کا سامان فراہم کریں:

"وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

(سورہ زمر آیت ۲۷)

"اور ہم نے تو اس قرآن میں لوگوں کے (سمجھانے کے) واسطے ہر طرح کی مثال بیان کر دی تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔"

"هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ
لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (سورہ آل عمران آیت ۱۳۸)

"یہ لوگوں کے لیے ایک صاف بیان ہے اور جو اللہ
سے ڈرتے ہوں ان کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔"
اسی طرح آیاتِ قرآنی میں ملتا ہے کہ ہم نے قرآن کو سہل اس لیے کیا تاکہ
اس سے نصیحت حاصل کی جائے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ
مِنْ مُدَّكِرٍ ○

(سورہ قمر آیت ۱۷)

"اور ہم نے تو قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے
واسطے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے جو نصیحت
حاصل کرے۔"

قرآن کو لوگوں کی عقل و فہم کے مطابق آسان اور سہل بنا کر پیش کرنے پر
وہ آیاتِ قرآنی بھی روشن دلیل ہیں جن میں خداوند عالم انسانوں پر احسان جتاتے
ہوئے کہتا ہے کہ:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ○

(سورہ یوسف آیت ۲)

"ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ
تم سمجھو۔"

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُونَ ○ (سورہ زمر آیت ۲۸)

• ایسا قرآن جو عربی میں ہے جس کے بیان میں کوئی
کجی نہیں ہے۔"

———— • ————

• وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْاٰنًا
عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا
وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۝

(سورہ شوریٰ آیت ۷)

• اور ہم نے تمہارے پاس عربی قرآن یوں بھیجا تاکہ
تم مکہ والوں کو اور جو لوگ اس کے ارد گرد رہتے ہیں
ان کو ڈراؤ اور (ان کو) قیامت کے دن سے بھی
ڈراؤ جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں۔" . .

یہاں یہ آیاتِ قرآنی واضح طور پر کہہ رہی ہیں کہ ہم نے یہ قرآن عربی نازل کیا ہے۔ ان آیات میں لفظ "عربی" سے بعض لوگ صرف زبانِ عربی مراد لیتے ہیں۔ یہ بات درج ذیل دلائل کی روشنی میں درست نہیں۔

(۱) ——— لغت میں عربی کے معنی واضح روشن اور وضاحت سے بیان کرنے کے ہیں۔[۱]

(۲) ——— خود زبان عربی کو عربی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دوسری تمام زبانوں کی نسبت مقصد کو وضاحت کے ساتھ بیان

---

[۱] مفردات راغب صفحہ نمبر ۶۸۳

کرتی ہے۔

(۳) ——— سب جانتے ہیں کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ اب اس میں اس بات کی تکرار کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا مناسب نہیں معلوم ہوتی اور یہ بلا جواز تاکید خود نقص کی نشاندہی کرتی ہے۔ جبکہ کلام خدا تمام نقائص سے پاک و منزہ ہے۔ اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں عربی سے مراد عربی زبان نہیں۔

(۴) ——— مذکورہ بالا آیاتِ قرانی میں سورہ شوریٰ کی آیت نمبر ۷ میں خداوند عالم عربی قرآن کے نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

"تاکہ تم مکہ والوں کو اور جو لوگ اس کے اردگرد بستے ہیں ان کو ڈراؤ۔"

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت میں بھی عربی سے مراد عربی زبان نہیں۔ اگر یہاں عربی سے مراد زبان عربی ہوتی تو پھر مکہ کے اردگرد کا تذکرہ نہ ہوتا۔ کیونکہ مکہ کے اردگرد سے مراد دنیا ہے نہ کہ مکہ کا قرب و جوار۔ اگر مکہ کے اردگرد سے مراد صرف مکہ کے قرب و جوار کے دیہات لیے جائیں تو یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ قرآن صرف مکہ کے قرب و جوار میں رہنے والوں کے لیے بھیجا گیا تھا اور یہ بات کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ قرآن تو تمام جہان کے لیے رہبر و رہنما بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یہاں مکہ کا ذکر اس لیے

ہے کہ مکہ جغرافیائی لحاظ سے مرکزِ عالم ہے۔

قرآن کے انسانوں کے لیے قابلِ فہم و سمجھ ہونے پر ذیل کے نکات بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) —— آیاتِ قرآنی اپنی حقانیت کے اظہار کے لیے عرب کے فصحاء و بلغاء سے خطاب کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ اس قرآن جیسی ایک سورت، دس آیات یا کم از کم ایک آیت ہی لے آؤ۔ ایسے موقع پر یہ افراد جواب میں کہہ سکتے تھے کہ جب ہمیں قرآنی آیات سمجھ ہی نہیں آتیں تو کیسے ہم ان کے مقابلہ میں آیات لائیں۔ یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ آیاتِ قرآنی کے مفاہیم و مطالب کو سمجھتے تھے لیکن اتنی سکت نہیں رکھتے تھے کہ خود ایسی آیات بنا سکیں۔

(۲) —— حدیث ثقلین میں پیغمبر اکرمؐ نے امت کو ہدایت فرمائی کہ میرے بعد کتاب الٰہی قرآن مجید اور میری عترت سے ہمیشہ متمسک رہنا۔

اگر قرآن سمجھ و فہم سے بالاتر ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ امت اس سے تمسک اختیار کرتی۔ یہ حکم رسولؐ خود اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن ایک قابل فہم کتاب ہے۔

(۳) —— پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ اطہارؑ نے بارہا تاکید فرمائی کہ ہماری طرف سے بیان کردہ احادیث و روایات کی حقانیت کے ثبوت کے لیے ان کو آیات و کلماتِ قرآنی پر پرکھو۔

اگر افرادِ امت قرآن کو سمجھنے سے قاصر ہوں تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ ان احادیث و روایات کو آیاتِ قرآنی کی کسوٹی پر پرکھ سکیں۔

④ —— پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ اطہارؑ نے امت کو اسلامی احکام کے استخراج کے لیے قرآن کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔

جیسا کہ زرارہ نے امام صادقؑ سے سوال کیا کہ:

"سر کے ایک حصہ کا مسح کیا جائے یہ قرآن سے کیسے ثابت ہے؟"

تو امامؑ نے فرمایا:

"برؤسکم" سے ثابت ہے۔"

اسی طرح جب کوئی شخص تین دفعہ اپنی بیوی کو طلاق دے اور پھر دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو محلل کی ضرورت ہے، اور محلل کا نکاح اس عورت سے دائمی ہونا چاہیئے متعہ نہیں۔ اس دائمی نکاح کے ہونے پر جب کسی نے سوال کیا تو آپ نے سورۂ نسار کی آیت ۲۲۷ سے استدلال کیا ——!

یہ بات خود اس بات کی دلیل ہے کہ ہمیں قرآن حکیم میں غور و فکر کرنا چاہیئے اور اپنے لیے روشن نشانیاں تلاش کرنا چاہئیں۔

⑤ —— پیغمبر اکرمؐ نے قرآن کریم کو بطور معجزہ اپنی نبوت کی صداقت کے ثبوت میں امت کے سامنے پیش کیا۔ لہٰذا کیسے ممکن ہے

کہ ایک ناقابلِ فہم چیز کو رسولؐ اپنی نبوت کی حقانیت کے ثبوت میں پیش کریں۔ نیز یہ بھی ناممکن تھا کہ لوگ ایک ناقابلِ فہم و سمجھ چیز پہ ایمان لے آئیں۔

(۹) پیغمبرِ اکرمؐ پر نزول قرآن کے وقت خصوصاً مکہ میں جہاں پر کہ عمیق و دقیق آیاتِ قرآنی کا نزول ہوا جو خلقتِ عالم جیسے مباحث پر مشتمل تھیں۔ اہل مکہ ان آیات کو سننے کے بعد ان آیات کے مفاہیم و معنی سے آشنائی حاصل کر کے مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ اس دور میں پیغمبرؐ ان آیات کی تفسیر و توضیح فرماتے تھے، پھر لوگ ایمان لاتے تھے۔ نہ ایسی کوئی روایت ملتی ہے اور نہ عقلاً ایسا ممکن نظر آتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ لوگ پیغمبرؐ کی جان تک کے دشمن ہوں۔ پیغمبرؐ کی ہوئی اس تفسیر و تشریح کو قبول کرلیں۔ اس سے بھی قرآن کے عام فہم ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

ان نکات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نکتہ قابل غور ہے کہ ائمہ سے جو قول مشہور ہے کہ:

"قرآن کی تفسیر علاوہ ائمہ کے کوئی نہیں کرسکتا"

تو یہ روایت درست ہے لیکن اس کی تفصیل میں عرض ہے کہ یہاں قرآن کی تفسیر سے مراد ظاہری قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ یہ تفسیر قرآن کے بطون سے تعلق

رکھتی ہے۔

چنانچہ امام حسینؑ سے مروی ہے کہ:

"کتابِ خدا چار درجات رکھتی ہے۔ عبارت، اشارہ ——— لطائف ——— اور حقائق۔"

امامؑ فرماتے ہیں کہ:

"عبارت، عوام کے لیے ہے (یہاں عبارت سے مراد الفاظ کے معنی و مفہوم کے ہیں)

اشارہ، خواص کے لیے،

لطائف، اولیاء کے لیے،

اور ———

حقائق انبیاء کے لیے۔"

——— • ———

ہمارے مطبوعات

- دین فہمی از الحاج مرزا جاوید مرتضیٰ قیمت ۲۰ روپے
- صراطِ مستقیم (مجموعۂ مجالس) از الحاج جاوید مرتضیٰ 〃 ۲۵ 〃
- نوائے خونیں (شعری مجموعہ) از شکیل شمسی 〃 ۵ 〃
- دین کا بنیادی تصوّر، تقلید اور اتباع
از الحاج جاوید مرتضیٰ 〃 ۵ 〃
- حیات محمد (ص) ایک مختصر تعارف
از الحاج جاوید مرتضیٰ 〃 ۳ 〃
- شیعت اور قرآن - از سید علی شرف الدین موسوی
قیمت ۶ روپے
- مقالاتِ احترامِ منبر سمینار (منعقدہ بمبئی)
قیمت ۱۰ روپے
- مقالاتِ احترامِ منبر سمینار (منعقدہ لکھنؤ) 〃 ۱۰ 〃
- اسلام کا مختصر تعارف (ہندی) از شکیل شمسی
قیمت ۵ روپے

ملنے کا پتہ: انجمن تبلیغ و تنظیم پبلک کمشنر امامباڑہ میر زین العابدین خاں متصل کالی چرن اسکول
ہردوئی مارگ لکھنؤ - 3

ہماری مطبوعات

۱۔ دین فہمی از الحاج مرزا جاوید مرتضیٰ قیمت ۲۰ روپیے

۲۔ صراطِ مستقیم (مجموعۂ مجالس) از الحاج جاوید مرتضیٰ 〃 ۳۵ 〃

۳۔ نوائے خونیں (شعری مجموعہ) از شکیل شمسی 〃 ۵ 〃

۴۔ دین کا بنیادی تصوّر، تقلید اور اتباع

از الحاج جاوید مرتضیٰ 〃 ۵ 〃

۵۔ حیات محمد (ص) ایک مختصر تعارف

از الحاج جاوید مرتضیٰ 〃 ۳ 〃

۶۔ شیعت اور قرآن۔ از سید علی شرف الدین موسوی

قیمت ۶ روپیے

۷۔ مقالاتِ احترامِ منبر سمینار (منعقدہ بمبئی)

قیمت ۱۰ روپیے

۸۔ مقالاتِ احترام منبر سمینار (منعقدہ لکھنؤ) 〃 ۱۰ 〃

۹۔ اسلام کا مختصر تعارف (ہندی) از شکیل شمسی

قیمت ۵ روپیے

علی کانگریس پبلی کیشنز امامباڑہ میر زین العابدین خاں متصل کالی چرن اسکول

ہردوئی مارگ لکھنؤ۔ 3